رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

ایڈیٹر و پروپرائٹر

میر قاسم علی

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۵ | پنجشنبہ مورخہ ۱۵ راپریل سنہ ۱۹۲۰ء مطابق ۲۶ رجب سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۵

سلسلہ کی خبریں

حضرت سیدنا فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ۹ راپریل کا جمعہ سیالکوٹ میں پڑھایا ۔ اور ۱۰ ر و ۱۱ راپریل کو دو لیکچر ہوئے ۔ اور ۱۲ راپریل کو واپسی پر ۴ بجے بعد عصر امرتسر میں لیکچر ہے

احمدیہ یتیم خانہ ۔ قادیان کے طلباء جو سکولوں میں تعلیم پاتے تھے ۔ خدا کے فضل سے سب پاس ہو کر ترقی پا گئے ۔ دو جماعت ہفتم میں گئے ۔ اور دو جماعت پنجم میں ۔ چار جماعت چہارم میں ۔ تین جماعت سوم میں ۔ دو جماعت دوم میں ۔ اور چار جماعت اول میں داخل ہوئے ۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے ۔ کہ جس نے اس خاکسار کو یہ دعا حضرت خلیفۃ المسیح مسرت افزا مژدہ ناظرین فاروق تک پونچانے کے قابل بنا دیا ۔ کہ جن یتامیٰ کا میں خادم تھا وہ سب پاس ہوئے ۔ اور اس سے بڑھ کر یہ خوشی ہے ۔ کہ تین طلباء نے ڈبل امتحان دے کر ڈبل ترقی حاصل کی ۔ دو نے پہلے جماعت دوم سے پاس کر کے جماعت سوم میں ترقی کی اور پندرہ یوم بعد جماعت سوم کا امتحان دے کر جماعت چہارم میں پاس کر کے داخل ہوئے ۔ اور ایک نے پہلی جماعت سے پاس کر کے دوسری میں ترقی کی اور پندرہ یوم بعد دوسری پاس کر کے تیسری میں داخل ہو گیا ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک یہ بشارت ہے ۔ اور خدا کی حمد اور ثنا کا موقعہ ہے ۔ کہ ہم سب اس پر خدا کا شکر بجا لائیں ۔ یہ وہ لڑکے تھے ۔ جن کا کوئی وارث بجز حضرت فضل عمر کے نہ تھا ۔ حضور نے ان کے واسطے یتیم خانہ کا مستقل انتظام فرما کر انکی دستگیری فرمائی ۔ اور جو آوارہ پھرتے تھے وہ پابند ہوئے ۔ اور ان کے تمام اخراجات برداشت کر کے ان کو تعلیم دلائی اور اب وہ ترقی پر ترقی کرنے والے ہو گئے ۔ جہاں یہ خوشخبری آپ کو دی جاتی ہے ۔ وہاں ساتھ ہی یہ درخواست بھی کی جاتی ہے کہ اس ترقی پر ان کے لئے کتب سکول کا خریدنا ضروری ہے ۔ اور اس کے لئے تیس روپیہ کی ضرورت ہے ۔ احباب پہلے بچوں کے واسطے خرید کتب کا انتظام سب سے پہلے کر دیں اور موسم گرما کے لئے دو دو جوڑے پارچات کی ضرورت ہے ۔ وہ بھی آپ کے ذمہ ہے ۔ اگر چالیس دوست ایک ایک جوڑہ کا خرچ جو پانچ روپیہ تک ہوگا عطا کر دیں ۔ تو ۴۰ جوڑے ۲۰ بچوں کے گرما کیلئے فوراً تیار ہو سکتے ہیں ۔ پیارے معزز دوستو ان بیکس یتیم بچوں کا ہمیشہ خیال رکھا کرو ۔ اور اپنی ذات سے مقدم ان کا فکر کرنا تمہارا فرض ہے

جو بچے بیکس و بے پر تھے آشنا نہیں
رے ابا ان کو نقد یتیم خانہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریہ سماج کی تبلیغی کوشش

ساقر وو یالہ کا ایک تعلیم یافتہ بقول مسافر آگرہ - برہما چین جاپان وغیرہ بدھ دیشوں میں دھرم کی تبلیغ کے لئے بھیجا گیا تھا - اب خبر آئی ہے - کہ وہ سال بھر تک بودھ سنیاسیوں کے ہاتھوں مصیبتیں اٹھانے اور آزمایا جانے کے بعد بودھ سنیاسی آشرم میں داخل کر لیا گیا ہے - اور وہ باقاعدہ طور سے بھکشو بن گیا - جس کا فائدہ یہ ہوگا - کہ اب برہمی لوگ اس کی آواز عقیدت کے کانوں سے سنینگے - اور وہ اپنے دھرم کا پرچار کر سکے گا ؛

سکھ ایجوکیشنل کانفرنس

اس کانفرنس کا بارھواں اجلاس ڈنگہ میں ہُوا - چالیس ہزار کا مجمع بیان کیا جاتا ہے ایجوکیشنل کمیٹی میں پانچ روپے فیس دینے والے .. وزیٹر ۱۸۰۰ دس روپے فیس دینے والے ڈیلیگیٹ ۱۴۴۶ اور جنہوں نے تیس روپے فی کس چندہ دیا ۲۰ تھے - اس جلسہ میں کاکا بھگت سنگھ نے ایک گیت جل ترنگ کے ساتھ گایا - جل ترنگ اس باجہ کا نام ہے - جو کچھ مٹی کی پیالیوں میں پانی ڈال کر اس پانی پر ایک چھڑی کے ٹکڑوں کو مار کر بجایا جاتا ہے - پانی سے ہارمونیم کی نسبت بھی بڑھ کر رسیلی سروں اور نغموں کا پیدا کرنا ایک کمال ہے - جو بقول ایک سکھ اخبار کے سکھوں کے لئے موجب فخر ہے

غیر مذاہب کی تبلیغی کوشش

آریہ گزٹ لاہور "عیسائیوں کی سرگرمیاں" کے عنوان کے ماتحت یہ اقتباسات دیتا ہے - "باوجود جنگ اور ہندوستان کی اندرونی بے چینی کے ہمارا مشن بدستور کام کرتا رہا ہے خصوصاً ہندوستان کے چھ کروڑ اچھوتوں کے اندر جو کہ نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں جنوبی ہند کے اندر صرف ایک مشن کے ذریعہ گذشتہ اکتیس سالوں کے اندر ایک لاکھ تیس ہزار اچھوت عیسائی ہو گئے - اور اب ان کے عیسائی بننے کی اوسط پچاس ہزار ماہوار ہے - اور اگر محنت اسی طرح ہوتی رہی - تو اوسط میں بھی ترقی ہو جائے گی ؛

(کرسچن ریویو)

عیسائیوں کو لیڈر بننا چاہیئے

ہندوستان جو کہ آٹھ بڑے بڑے مذاہب میں ۱۴۷ زبانوں میں اور دو ہزار مختلف جاتیوں میں تقسیم ہُوا ہُوا ہے - اب ایک نئے دور میں داخل ہُوا ہے - اور ایک ہونے کی کوشش کر رہا ہے - لیکن ایک عیسائی مذہب ہی ایسا ہے - جو اسے متحد کر سکتا ہے اور کوئی نہیں اور کوئی نہیں - اس لئے اگر ہم ہندوستان کو بچانا چاہتے ہیں - تو ضروری ہے - کہ عیسائی لیڈر آگے بڑھیں اور ہندوستان کی رہنمائی کریں

(مشنری ریویو آف دی ورلڈ)

وہ جگہ جہاں ابھی عیسائی نہیں پونچے

مشنری ریویو میں ایک مضمون شایع ہوا ہے - جس میں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ ایشیا کے اندر وہ کونسی جگہ ہے - جہاں اب تک عیسائی نہیں پونچے - ایک نقشہ دے کر بتلایا گیا ہے کہ ساری دنیا پر عیسائیوں کا جھنڈا پونچ چکا ہے - لیکن - (۱) منگولیا (۲) مشرقی ترکستان - (۳) تبت (۴) نیپال اور بھوٹان میں عیسائیوں کا پرچار ابھی شروع نہیں ہُوا - ان پانچوں کا رقبہ ۴۲ لاکھ ۳۶ ہزار ۳ سو ۱۱ مربع میل ہے - جس میں ڈیڑھ کروڑ انسان رہتے ہیں - مضمون نگار لکھتا ہے کہ ان علاقوں میں اب بھی ستر مشنری رہتے ہیں - لیکن ابھی کوئی پھل نہیں ملا - اب ان علاقوں کے لئے خاص مشن بنایا گیا ہے - اور جہاں جہاں ہیڈ کوارٹر ہوگا - اس کا ذکر کیا گیا ہے ؛

برما میں پندرہ ہزار عیسائی ہو گئے

برما میں کٹنگ کے اندر گذشتہ چودہ سال میں پندرہ ہزار برمی عیسائی ہو گئے - پہلے یہاں کوئی عیسائی نہیں ہوتا تھا - لیکن آخر ایک پونگی بدھ پر عیسائیت کے اثر ڈالے گئے - جو بڑا افیمی تھا - آخر وہ عیسائی بن گیا - اور پھر گاؤں کا گاؤں عیسائی بن گیا - اب یہ پونگی پرچار کا کام کر رہا ہے - اور اسوقت تک پانچ سو برمیوں کو عیسائی بنایا جا چکا ہے ؛

ترکوں کے لئے ایک عیسائی اخبار

عنقریب یا انڈیب سے ایک عیسائی اخبار "رہنما" نکالا گیا ہے - جو کہ ترکی لبی میں ہے - ایک صفحہ عثمانی ترکی میں - ایک آرمینی ترکی میں اور باقی عام زبان میں - اس میں مسلمانوں کے لئے اس قسم کے مضامین ہوتے ہیں - جن سے وہ عیسائیت کی طرف جلد جھک سکیں - اور امید ہے کہ یہ ان پر بہت جلد اپنا اثر ڈالنا شروع کر دیگا

(مشنری ریویو)

جون ۱۹۲۱ء سے پہلے ایک کروڑ عیسائی بنا لئے جائینگے

میتھوڈسٹ چرچ کا جو کانفرنس ہوا ... میں ہوئی تھی - اس میں تمام حالات حاضرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے گیاراں کروڑ بیس لاکھ پونڈ اکٹھے کرنے کا فیصلہ کیا گیا - اور یہ وعدہ دلایا گیا کہ جون ۱۹۲۱ء تک عیسائیوں کی تعداد میں ایک کروڑ کا اضافہ ہو جائے گا - اس اولالعزمی پر قربان!

انجیل کا ترجمہ نئی زبانوں میں

بودھوں کیلئے متی کی انجیل کا ترجمہ پالی زبان میں مکمل ہو کر شایع ہو گیا ہے - اس لئے بودھ - سادھو بہت جلد ہماری طرف جھکینگے سیام کے اندر ایک مشنری عورت نے کا موزبان میں . . .

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان ۔ ۱۵ اپریل ۱۹۲۰ء

سوامی دیانند اور اُن کی تاریخدانی

ہمارے ملکی آریہ بھائی اپنے رشی دیانند کی جتنی تعریف کریں ۔ اُن کی مدح سرائی میں جسقدر بھی راگ الاپیں ہمیں کچھ غرض نہیں ۔ وہ اپنی مرضی کے مختار ہیں ۔ مگر ہاں اتنا ہم ضرور کہیں گے ۔ کہ بے اصل باتیں اپنے ساتھ ثبوت نہ رکھنے والے امور اپنے رشی کی طرف منسوب نہ کریں ۔ ایسی باتیں ہمیں نہ سنائیں ۔ کہ رشی دیانند میں یہ کمال تھا ۔ یہ ہنر تھا ۔ یہ قابلیت تھی ۔ جو درحقیقت نہ ہو ۔ حق بات کہنا برا نہیں مگر ایک ایسی بات جو نہ ہو اور کہہ دیا جائے ۔ کہ انہیں وہ ید طولیٰ رکھتے تھے ۔ سراسر بیہودہ اور ایک حق پسند محقق مزاج انسان کے مزاج کو گرم کرنے کے لئے کافی سے بڑھ کر ہے ۔

دیکھو سوامی دیانند میں ایک عمدہ بات تھی اور واقعی اُن میں موجود بھی تھی ۔ یعنی ایک حد تک بت پرستی کا کھنڈن ۔ ۔ بقدر اپنے فہم توحید کا منڈن پس ہم اپنے آریہ دوستوں ۔ دیانندی منتروں سماجی سجنوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں ہمارا کہنا یوروک کہتے ہیں ۔ کہ وہ اپنے رشی کے وہ گن شوق سے گائیں ۔ جو ان میں درحقیقت موجود تھے ۔ مگر ایسی باتوں کو اُن کی طرف منسوب نہ کریں ۔ جو اُن میں قطعی نہ تھیں ۔ پس ایک حد تک بت پرستی کا کھنڈن کرنے والے تھے ۔ سوتے ہوؤں کو جگانے والے تھے ۔ قوم کا درد بھی اُن میں تھا ۔ ویدوں سے لگن بھی تھی ۔ سنسکرت میں بھی دخل تھا ۔ یہ گن یہ اوصاف واقعی تھے ۔ پس ان کو بیان کرو ۔ اُن کو شہروں میں نشر میں اخباروں کے ذریعہ لیکچروں کے ذریعہ کہو ۔ سناؤ کوئی حرج نہیں ۔ مگر حد سے بڑھتے ہوئے یہ دعویٰ کر دینا کہ وہ دیگر مذاہب سے پورے پورے واقف تھے ۔ غیر مذاہب کی تعالیم پر ان کو پورا پورا عبور تھا ۔ تاریخدانی میں کامل اور ماہر تھے ۔ یہ سراسر غلط اور بے اصل باتیں ہیں ۔ یہ باتیں حقیقتاً اُن میں نہ تھیں ۔ آخر انسان تھے ۔ اس لئے ان باتوں سے وہ عاری تھے ۔

یہ ہم جانتے ہیں ۔ سماجیوں نے ٹھنڈے دل سے آگے ہماری کوئی بات مانی نہیں ۔ اب تسلیم نہیں کرنے لگے ۔ بلکہ زیادہ ہی مصر ہوں گے ۔ تاہم آج اُن کی خاطر "سوامی دیانند اور ان کی تاریخدانی" کے ہیڈنگ کے ماتحت سوامی جی کی تاریخدانی کی حقیقت اختصاراً دیانندی دوستوں کے آگے رکھتے ہوئے امید کرتے ہیں ۔ کہ وہ واقعات و اصل حالات کو ملاحظہ کرتے ہوئے بے جا تعلّیوں فرضی دعووں من گھڑت تفاخر سے باز آئیں ۔ اور جو حقیقتاً سوامی جی میں گن تھے ۔ ان کی کتھا کریں ان کو یاد کریں ۔ سنیں اور سناویں ۔ اور جو اُن میں باتیں نہ تھیں ۔ جو علم نہ جانتے تھے جن امور سے قطعاً نابلد تھے ۔ ان کے بیان کرنے اُن کے سنانے ان پر فخر کرنے ان پر اصرار کرنے سے باز آئیں ۔ بلکہ بجائے فرضی باتوں کے اصل حالات کو ملاحظہ کرتے ہوئے سوامی جی کے کلام یا تصنیف میں فی الواقع غلطیاں ہوں ان کو درست کریں اُن کی تصحیح کریں ۔ لیجئے اب سوامی جی کی تاریخی لغزشوں کے چند نمونے پیش کرتے ہیں ۔ اُمید ہے ۔ کہ حق پسند آریہ ان پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے ہوئے دیانندی تصانیف میں اصلاح کی فکر کریں گے ۔

(باقی دارد)

اس کا علاج صرف کثرت ازدواج ہے

روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۹ اپریل میں برقی خبروں کے ذیل میں مندرجہ ذیل سطور چھپی ہیں؟

"گریٹ برٹن میں ناجائز پیدائشوں کی تعداد روبہ ترقی ہے ۔ جو تازہ ترین اعداد دستیاب ہوئے ہیں ۔ وہ ۱۹۱۸ء کے متعلق ہیں ۔ ان سے منکشف ہوتا ہے کہ جائز شادیوں سے (۱۱۵۳ہم) بچے پیدا ہوئے ۔ ناجائز بچوں میں شرح اموات جائز بچوں سے دگنی ہے ۔ جنگی کوائف انگلستان ناجائز شرح پیدائش بڑھانے کا موجب و باعث ہوئے انہیں مقابلہ مردوں کے عورتوں کی کثرت بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی ۔ اور یہ حالت مستقل طور پر قایم رہتی دکھائی دیتی ہے ناجائز پیدائش ماؤں اور بچوں دونوں کے لئے بہت کچھ موجب تکلیف ہیں بنابریں گورنمنٹ سے توقع کی گئی ہے ۔ کہ وہ ہمدردئ انسانی اور حفاظت جان کے خیال سے طبی اور دیگر اعانتوں سے . . .

ان تکالیف کو کم کرنے میں کوتاہی نہ کرے گی"

یہ حالات واقعی افسوسناک ہیں ۔ اور مدبرین ملک کو اس کا علاج سوچنا چاہیئے ۔ نہایت خلوص کے ساتھ ہمارا مشورہ یہی ہے کہ جب تک دانشوران یورپ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع پر عامل نہ ہونگے وہ ان مشکلات سے نہیں نکل سکینگے ۔ کثرۃ ازدواج کوئی بری چیز نہیں ۔ بلکہ ایک نہایت پاک اور انسان کو پاکیزگی کی طرف رہنما ہے ۔ فطری تقاضاؤں کو روکنا ٹھیک نہیں ۔ البتہ حد سے بڑھنا قابل اعتراض ہے ۔ جس کے لئے اسلام نے "چار" کی قید لگا دی ہے ۔ یعنی ایک مرد ایک وقت میں چار سے زیادہ نکاح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیب

(از میر محمد اسمعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن پانی پت)

غیب سے مراد وہ باتیں یا واقعات ہیں۔ جو مخفی ہوتے ہیں۔ ہمارے سلسلہ کے مخالفین کے اعتقادات اس غیب کے متعلق عجیب در عجیب ہیں۔ اور ان کی بنا پر وہ بہت سے اعتراضات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر کرتے رہتے ہیں۔ جو پیشگوئیاں مخالف کے اپنے فہم کے مطابق پوری نہیں ہوئیں۔ ان میں تو فوراً اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ کہ دیکھو فلاں بات اس طرح ظاہر کی گئی تھی۔ مگر پوری نہیں ہوئی۔ مگر جس پیشگوئی میں سوائے ماننے کے اور کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ اسے معمولی بات بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ غیب کی خبر دینا تو ایسی آسان بات ہے۔ کہ معمولی صوفیاء اور فقراء تو درکنار جوتش رمل جفر وغیرہ جاننے والے بھی یہ باتیں بلکہ اس سے بڑھ کر باتیں بتا سکتے ہیں۔ یہ کوئی علامت نبوت کی نہیں ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس معاملہ میں اُن کے پاس سوائے قصوں کے اور کوئی دلیل نہیں۔ چنانچہ اس غیب کے بیان میں آج ہم انہی مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہیں۔ اور اُن کی مسلمہ کتاب قرآن مجید سے ہی استدلال کریں گے۔ کہ غیب کیا چیز ہے۔ اور اس کا مذاہب کے معاملہ میں کیا درجہ اور وقعت ہے۔ اور آیا کلام الٰہی ہماری تائید میں ہے۔ یا ہمارے مخالفین کی۔

غیب کی دو قسم

جیسا میں نے اوپر بیان کیا غیب وہ واقعات ہیں جو پردہ میں مخفی ہوں۔ اور یہ عموماً دو قسم کے ہوتے ہیں

(۱) ایک تو وہ غیب جو موجود ہو۔ مگر ہماری نظر یا علم سے اوجھل ہو۔

(۲) دوسرا وہ غائب جو آئندہ ہونے والا ہو۔ اور اس کے آثار ظاہر اور موجود نہ ہوں۔ دراصل غیب اصلی یہی ہے۔ اور اس کی پیشگوئی کی جاتی ہے جو انبیاء کی نبوت کا معیار ہے۔

قسم اول غیب سِر

جسے میں غیب موجودہ کہوں گا۔ ادنیٰ درجہ کا غیب ہے۔ بلکہ اگر کوئی شخص ہمیشہ اسی قسم کا غیب بتایا کرے تو معاً شبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ کسی چالاکی یا علم سے کام تو نہیں لے رہا۔ کیونکہ ایک اوجھل اور پس پردہ چیز کا بتا دینا اکثر اوقات ممکن ہوتا ہے اس غیب میں ایسی ایسی باتیں بتانا داخل ہے۔ مثلاً جیب میں گھڑی کا وقت بتا دینا۔ دل کے خیالات بتا دینا۔ چور کا پتہ لگا لینا۔ دیوار کے پیچھے کی باتیں ظاہر کر دینا۔ خط کے مضمون سے مطلع ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ غیب ہے۔ جس کا نام قرآن شریف نے سِرّ رکھا ہے۔ یہ باتیں بعض علوم اور اکثر چالاکیوں سے بھی لوگ معلوم کر لیتے ہیں اور پیر بن کر لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ کیونکہ موجودہ چیز جو صرف مخفی ہو اس کا پتہ لگا لینا ہوشیار اور چالاک انسان کے نزدیک بہت مشکل امر نہیں۔ مثلاً ایک شخص تھے۔ جب لوگ ان کے پاس آتے تو وہ ایک کتاب پنسل اٹھا کر طالب کو دے دیتے تھے کہ اس پر کاغذ رکھ کر اپنا مطلب لکھو۔ جب وہ لکھ چکتا تو کہتے۔ کہ اپنا کاغذ تم خود ہی لے لو۔ اور خواہ جلا دو یا پھاڑ دو۔ پھر وہ کچھ کلام پڑھتے اور کتاب مذکورہ کی ورق گردانی کر کے تھوڑی دیر میں فرماتے کہ یہی تمہارا یہ مطلب ہے۔ غرض وہ بہت غیب دان مشہور ہو گئے۔ آخر معلوم ہوا تو یہ کہ انہوں نے ایک کاربن پیپر جیسا کہ ڈاکخانوں یا ریلوں پر پنسلوں کی تحریر کی کاپی لینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک کتاب پر رکھ کر اوپر سے اس کتاب پر کاغذ چڑھا لیا تھا۔ اور جو کچھ طالب اس پر اپنا کاغذ رکھ کر لکھتا وہ اندر اسی تحریر میں آ جاتا۔ اس طرح بعض فقیر آپ تنہا رہتے ہیں۔ اور باہر چیلے چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ چیلے بظاہر غیر بن کر دوسرے حاجتمندوں کے دل کے سوالات اور مرادیں پوچھ کر پیر جی کو دوسری طرف سے آ کر بتا دیتے ہیں اور جب وہ حاجتمند پیر جی کے سامنے آتے ہیں۔ تو پیر جی پیشتر اس کے کہ بچارے کلام کریں۔ خود ہی زور زور سے چیخنے لگتے ہیں۔ کہ "جا جا میاں بیٹا کیا رکھا ہے جو تجھے دے دوں" پس وہ طالب یہ سن کر کہ میرے بیان سے پہلے میری حاجت پیر جی نے خود ہی بیان کر دی۔ بجائے چلے جانے کے وہیں قدم پکڑ لیتا ہے۔ اسی طرح مسمرائیزر جب کسی معمول پر عمل مسمریزم کرتے ہیں تو اس کی روشن ضمیری اتنی بڑھ جاتی ہے۔ کہ وہ گھڑی کا وقت یا پس دیوار کی اشیاء اور بند خط کی عبارت کچھ کچھ بتا دیتا ہے۔

قسم دوم غیب اخفیٰ

خلاصہ یہ کہ غیب موجود اگرچہ ایک طرح کا غیب ہے۔ مگر دوسری قسم کے یعنی آئندہ ہونے والے واقعات سے جسے اصل غیب یا اخفیٰ غیب کہنا چاہیئے۔ کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ یعلم السر واخفیٰ میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے یعنی سِرّ وہ باتیں ہیں جو صرف پوشیدہ ہوں۔ اور اخفیٰ وہ باتیں جن کا علم کسی کو نہ ہو۔ اور وہ پورے طور سے غیب میں ہوں۔ اور یہی اخفیٰ وہ اصلی غیب ہے جسے خدا کے سوا کوئی نہیں جان سکتا اور اسی کا بکثرت علم دیئے جانا نبوت کو مستلزم ہے +

قسم دوم کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں

اس غیب کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کا ایک نام عالم الغیب اور علام الغیوب ہے یہ صفت باری تعالیٰ کی ایک ایسی خاص صفت ہے کہ اس میں اشتراک بندہ کا نہیں ہے۔ جیسے خلق کی صفت میں نہیں۔ برخلاف علم اور بصر اور سمع وغیرہ کے یہ اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات میں سے ایک صفت ہے۔ کہ اور کوئی اس میں شریک نہیں۔ اس دعوے کی قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی غیب جاننے والی ہستی ہے:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) للہ غیب السماوات والارض

(۲) انما الغیب للہ - وعندہ مفاتیح الغیب

(۳) وان اللہ علام الغیوب - وغیرہ وغیرہ

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کوئی غیب دان نہیں - جیسے کہ فرمایا -

(۱) ام عندھم الغیب فھم یکتبون (یعنی کفار کے پاس علم غیب نہیں)

(۲) لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا اللہ - (آسمان زمین کی کوئی مخلوق بھی غیب دان نہیں)

(۳) لو کانو یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المھین - (یعنی جنات کو بھی علم غیب نہیں)

(۴) لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر اور ولا اعلم الغیب (یعنی انبیاء بلکہ سید الرسل تک کو علم غیب خود حاصل نہیں)

(۵) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب (عادت الٰہی نہیں کہ بندوں کو علم غیب بتایا کرے)

ان اوپر کی آیات سے یہ معلوم ہوا کہ قرآن کے نزدیک غیب کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا نہ جن والنس نہ مومن و کافر نہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ لوگوں کو غیب بتایا کرے - اب یہاں ہمارے مخالفین جو غیب بینی کو ایک امر سہل اور معمولی بات سمجھنے والے اور پیر اسلام اور علم القرآن کے مدعی ہیں فرمائیں - کہ کیا ان کے عقاید کلام الٰہی کے مطابق ہیں یا مخالف !!

خدا تعالیٰ سوائے رسولوں کے اسپر کسی کو اطلاع نہیں دیتا

اب رہا یہ سوال کہ پھر غیب دنیا میں کسی کو معلوم بھی ہوتا ہے یا بالکل نہیں ؟ سو یہ تو ثابت ہو چکا کہ کسی مخلوق میں غیب دانی کی صفت تو اللہ نے نہیں رکھی - مگر یہ معلوم ہوتا ہے **اللہ تعالیٰ خود اپنے فضل سے بعض لوگوں کو غیب کا علم عطا کرتا ہے -** اب یہ کہ وہ کون لوگ ہیں ؟

(۱) عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول (جن)

(۲) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ الخ (آل عمران)

اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ اللہ تعالیٰ غیب سوائے رسولوں کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا - صرف رسول کا کام ہی غیب کی پیشگوئیاں کرنا ہے -

علم نجوم و رمل و قیافہ سے غیب قسم اول کا کچھ علم ہو جاتا ہے

اب برخلاف اس بیان کے اکثر لوگ کہتے ہیں - کہ دنیا میں بہت سی قسم کے لوگ ہیں جو آئندہ کے واقعات اور غیب بتا دیتے ہیں - اس لئے اب ہمیں دیکھنا ہے - کہ وہ کون کون ہیں :-

رمال - جفار - منجم - طبیب - قیافہ دان - کاہن فالبین تجربہ کار عقلمند - مسمرائزر وغیرہ ان میں کچھ تو علوم ہیں - مثلاً طبیب منجم (جس میں محکمہ آب وہوا بھی داخل ہے -) رمال جفار - قیافہ دان - مسمرائزر کچھ ڈھکوسلے ہیں - مثلاً فال وغیرہ - کچھ قیاسات عقلی ہیں - مثلاً تجربہ کاری اور عقلمندی کچھ القائے شیطانی مثلاً کہانت یا سپرچولزم ؛ مگر ان سب میں ایک بات مشترک ہے - کہ یہ لوگ ہمیشہ کچھ آثار و قرائن **کی موجودگی میں فتویٰ دیتے ہیں** - مثلاً فلاں ستاروں کا مجمع ہے - یا ہتھیلی پر اس اس قسم کی لکیریں ہیں - لہذا یہ قسمت ہے - یا فلاں فلاں آثار مرض کے ہیں - اس لئے یہ مریض جانبر نہ ہوگا - یا مثلاً انگلستان اور جرمنی مقابلہ میں فوج اور بیڑہ تیار کر رہے ہیں - اس لئے ان میں کسی نہ کسی دن ضرور جنگ چھڑے گی - یا فلاں شخص کا قیافہ اور سر کی بناوٹ ظاہر کرتی ہے - کہ وہ بلند اقبال ہوگا یا فلاں شعر نحوست کا بیان کرتا ہے - اس لئے جس امر کے لئے فال دیکھی تھی - وہ بہت خراب ہوگا یا زائچہ سے معلوم ہوا - مثلاً شیر افگن خاں کو کہ بیوی ملکہ ہندوستان بنیگی - جب کہ ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا تھا - کہ جہانگیر نورجہان پر عاشق ہے - اور عنقریب خود بادشاہ ہونے والا ہے - یہی حال القائے شیطانی کا ہوتا ہے کیونکہ شیطان بھی علم رکھتا ہے اور سمجھتا ہے - اور اندازہ کرتا ہے - اس لئے وہ بھی اپنے علم کی بنا پر پیشگوئی کرتا ہے ؛

نجومیوں وغیرہ کا غیب رجماً بالغیب ہے

پس جب ہم مانتے ہیں کہ دنیا میں علاوہ نبی کے ادعائے غیب کچھ اور لوگوں کو بھی ہوتا ہے - اور وہ بھی آئندہ کی خبریں بتاتے ہیں - تو ان کی نسبت کیا سمجھنا چاہیئے سو یاد رکھنا چاہیئے - کہ قرآن کا فیصلہ تو پہلے بتایا جا چکا ہے - علم غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا - اور وہی صرف اپنے رسولوں کو بتاتا ہے - دوسروں کو نہیں - پس ہم بھی ان کے غیب کو غیب نہیں کہیں گے - وہ علم **غیب** نہیں - اُسے قرآن مجید نے **رجماً بالغیب** کا خطاب دیا ہے - یعنی اٹکلیں دوڑانا اور غور سے دیکھو - تو معلوم ہوگا ؛ کہ یہ سب اٹکلیں ہی ہیں - علم تو کسی چیز کا ایسا ہوتا ہے - کہ وہ اکثر باتوں پر حاوی اور بکثرت صحیح نتائج دیتا ہو - **مگر ان لوگوں کی پیشگوئیاں اکثر جھوٹی نکلتی ہیں** - پس جب کسی علم کا نتیجہ اکثر جھوٹ ہے - تو وہ علم علم نہیں - بلکہ رجم بالغیب ہے - علم غیب کا صرف انبیا کو دیا جاتا ہے - ہاں اتنا ہم مانتے ہیں - کہ کبھی کبھی دوسروں کے نتائج بھی ٹھیک نکل آتے ہیں - اور ان کی پیشگوئی کے مطابق واقعہ بھی ہو جاتا ہے گو بہت کم ؛

(باقی دارد)

تعجب - احباب نے آج تک فاروق کی اپیل پر کوئی کوئی توجہ نہیں فرمائی - اور اشاعت بڑھانے کی کوئی کوشش نہیں کی - شاید ضرورت ہے - کہ بار بار یاد دلایا جائے - آپ جلد تر خریدار دیں - ورنہ مشکلات میں فاروق پڑ جائے گا ؛

منیجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک غیر احمدی مولوی سے گفتگو

(از مولوی غلام رسول صاحب احمدی صوفی راجیکی)

مولوی صاحب ۔ آپ قادیانی ہیں ؟

احمدی ۔ ہاں میں بفضل اللہ احمدی ہوں ۔ اور قادیانی اور لاہوری دو پارٹیوں سے قادیانی امام اور جماعت کے ساتھ تعلق رکھنے سے قادیانی بھی ہوں ۔

مولوی صاحب ۔ میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں ۔ بشرطیکہ مجھے جواب نہایت ہی مختصر الفاظ میں دیا جائے ؛

احمدی ۔ انشاءاللہ اس کی کوشش کروں گا ۔ بشرطیکہ آپ بھی اختصار سے پھر تفصیل کی طرف نہ کھینچیں ؛

مولوی صاحب ۔ میں بھی علم وفضل والا ہوں اشارات سے اپنا مطلب سمجھ لیتا ہوں ۔

احمدی ۔ الحمدللہ کہ ایسے علم وفضل والے عالم و فاضل کی ہمیں بھی آج زیارت نصیب ہو گئی ؛

مولوی صاحب ۔ آپ یہ بتائیں ۔ کہ کیا حضرت مسیح فی الواقع فوت ہو گئے ۔ اور آنے والے مسیح جناب مرزا صاحب ہیں ؛

احمدی ۔ ہاں ۔

مولوی صاحب ۔ آپ نے صرف ہاں کہدی ہے

احمدی ۔ آپ نے فرمایا تھا ۔ کہ جواب مختصر ہو میں اشارات سے مطلب پا لیتا ہوں ۔ سو اس لئے ہاں سے جو مختصر ہے ۔ جواب عرض کیا ۔

مولوی صاحب ۔ نہ آپ اس طرح کا مختصر جواب نہ دیں ۔ آپ ذرا تفصیل سے بیان کریں ۔

احمدی ۔ میں تو تفصیل کے لئے پہلے ہی طیار تھا صرف آپ نے ہی روکا تھا ؛

مولوی صاحب ۔ اچھا آپ بیان کریں ۔ لیکن زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ؛

احمدی ۔ قرآن و احادیث سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے ؛

مولوی صاحب ۔ اچھا پہلے آپ قرآن و احادیث سے وفات مسیح کا ثبوت دیں ۔

احمدی ۔ آیت یاعیسیٰ انی متوفیک الخ میں لفظ متوفی اور آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم میں لفظ توفیتنی سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ مسیح فوت ہو گئے ۔ اور بھی آیات ہیں لیکن نمونہ کے لئے اسی قدر کافی ہیں ۔ اور حدیث میں عاش عشرین ومائۃ سنۃ موجود ہے ؛

مولوی صاحب ۔ ان دونوں آیتوں سے وفات مسیح کا ثبوت کیسے ظاہر ہؤا ۔

احمدی ۔ متوفی میں وعدہ ہے ۔ اور ثبوت اور توفیتنی میں ثبوت ایفاء وعدہ ہے ۔ اور اقرار وفات ۔ اب اس سے بڑھ کر کیا چاہیئے

مولوی صاحب ۔ متوفیک کے بعد رافعک بھی تو ہے ؛

احمدی ۔ خوشی سے ہو ۔ وہ متوفی کے بعد ہونے سے وفات کے معنوں کے لئے مزاحم نہیں ۔ بلکہ مؤید اور معاون ہے ؛

مولوی صاحب ۔ معین اور معاون کیسے ۔

احمدی ۔ متوفی کے معنے جب موت ہوئے تو رفع بعد الموت روح کے متعلق ہی ہو گا نہ جسم کے متعلق پس اس لحاظ سے مؤید ہؤا ۔

مولوی صاحب ۔ نہیں رفع اس جگہ رفع بجسدہ العنصری الی السماء کے معنوں میں ہے ۔

احمدی ۔ آپ نے جسد اور عنصری اور سماء تین لفظ اپنی طرف سے لگائے ہیں ۔ پھر بھی متوفی کا تقدم اپنی ترتیب طبعی کے لحاظ سے اپنے اثر توفی سے مسیح کو کہیں نہیں جانے دیتا ۔ اور ان اغلاط ثلثہ کی تغلیط کے لئے کافی ہے ۔

مولوی صاحب ۔ رافعک تقدیم و تاخیر کے لحاظ سے متوفیک سے مقدم ہے ۔

احمدی ۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ کو آپ پہلے پڑھ لیں ۔ تا آپ کو معلوم ہو جائے ۔ کہ کلمات کو اپنے مواضع سے پیش و پس کرنے والے کون تھے اور ایسا کرنا ان کی مدح ہے یا ذم

مولوی صاحب ۔ اچھا اس سے ہم یہود بن گئے آپ نے تو ہم کو یہود بنا دیا ۔

احمدی ۔ میں کون ہوں ۔ لتتبعن سنن من کان قبلکم کہنے والا انسان تو حضرت محمد رسول اللہ ہیں ۔

مولوی صاحب ۔ کیا من کان قبلکم کے سنن کے متبعین میں تم داخل نہیں ؟

احمدی ۔ کیوں نہیں ہیں ۔ لیکن ان متبعین میں جنہوں نے مسیح اور دوسرے انبیاء کو قبول کرنے کی سنت کی پیروی کی نہ منکرین اور مخالفین کی ۔

مولوی صاحب ۔ ہم کس طرح سے منکر ہیں ۔

احمدی ۔ جیسے یہود ۔

مولوی صاحب ۔ یہود تو مسیح کے منکر تھے ۔ ہم تو ۔ ۔ ۔ کو مانتے ہیں

احمدی ۔ آپ لوگ جس مسیح کے انکار سے یہود بنتے ہیں ۔ اُسے نہیں مانتے ۔ اور وہ مسیح اور ہے اور جسے مانتے ہیں ۔ وہ اَور ہے ۔

مولوی صاحب ۔ کیا دو مسیح ہیں ؟

احمدی ۔ ہاں دو مسیح ہیں ۔ مسیح موسوی اور ہے اور مسیح محمدی اَور جیسے کہ دونوں کے مختلف حلیے الگ الگ حدیثوں میں پائے جاتے ہیں ۔

مولوی صاحب ۔ حدیث بخاری میں تو صرف نزول مسیح کا ذکر ہے ۔

احمدی ۔ اسی حدیث میں اماکم منکم بھی لکھا ہے جس سے بتایا گیا ۔ کہ نزول والا مسیح مسیح محمدی ہے جو امت محمدیہ سے ایک فرد ہو گا ۔ نہ مسیح اسرائیلی

مولوی صاحب ۔ وہاں تو یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر لکھا ہے ۔ مرزا صاحب نے مسیح ہو کر صلیبوں کو کہاں توڑا ۔ اور خنزیروں کو کہاں قتل کیا ؛

احمدی ۔ جہاں یہ لکھا ہے ۔ وہاں یضع الجزیۃ اور دوسری روایت میں یضع الحرب بھی لکھا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس جس طرح کا کسر صلیب اور قتل خنزیر یضع الحرب کی حیثیت کے ہوتے ہوئے ممکن ہے۔ ایسا کسر صلیب اور قتل خنزیر تو مسیح محمدی کے ہاتھ سے ظہور میں آگیا۔

یقین نہ ہو۔ تو لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حیّ عن بینۃ۔ کے ارشاد کے رو سے غیر احمدیوں غیر مسلموں کے مختلف فرقوں سے مباہلت کر لو۔ پھر ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کی سنت کے ماتحت مسیح موعود کی اتمام حجت کے بعد انواع و اقسام کے عذابوں کے ظہور سے اس کا نظارہ دیکھئے پھر خصوصیت سے عبداللہ آتھم لیکھرام۔ ڈوئی وغیرہ مخالفین کی موت کے حالات سے اطمینان فرمایئے۔

مولوی صاحب۔ خنزیر اور قتل خنزیر کا کیا مطلب

احمدی۔ وجعل منھم القردۃ والخنازیر کے ارشاد کو ملاحظہ فرمایئے۔ کہ خنزیر صفت لوگوں کو خنزیر کہا گیا۔ اور قتل سے مراد ان کی ہلاکت عذابوں کے ذریعے۔

مولوی صاحب۔ آپ لوگ تاویلوں سے بہت کام لیتے ہیں۔

احمدی۔ محل و موقع کی رعایت سے تاویل سے کام لینا مناسب ہے۔ اگر محل مناسب پر بھی تاویل سے کام نہ لیا جائے۔ تو بہت سی صداقتیں تلف ہو جائیں ہاں بے محل تاویل سے کام لینا نہیں چاہیئے۔ جیسے کہ غیر احمدی علما کی عادت ہے۔

مولوی صاحب۔ ہم لوگ تو تاویل سے کبھی کام لیتے ہی نہیں۔ یہ صرف آپ لوگوں کے طریق ہیں؛

احمدی۔ اگر آپ کو تاویل سے کام لینے سے علی الاطلاق انکار ہے۔ تو اس سے آپ نے قرآن کے ایک حصہ کا انکار کر دیا۔

مولوی صاحب۔ وہ کیونکر؟

احمدی۔ کیا آپ کو منہ آیات محکمات ھُنّ ام الکتاب کے ساتھ و اخر متشابہات معلوم نہیں اور ظاہر ہے۔ کہ متشابہات کو حقیقت پر حمل کرنا اور تاویل سے انکار کرنا۔ کس قدر صداقتوں کا خون کرنا ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے۔ آپ یوسف کی خواب کا مطلب بانکار تاویل یہی سمجھتے ہونگے کہ فی الواقع سورج۔ چاند اور ستارے آسمان سے اتر کر یوسف کے قدموں پر گرے۔

مولوی صاحب۔ اچھا تو پھر مہدی کہاں ہے؟

احمدی۔ لا المہدی الا عیسٰی کی حدیث کی رو سے مسیح ہی مہدی بھی ہے۔

مولوی صاحب۔ حدیث میں مسیح اور مہدی دو الگ الگ شخص معلوم ہوتے ہیں۔

احمدی۔ حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین۔ کے رو سے جب سب خلفاء راشدین مہدیین ہیں۔ تو اب مختلف مہدیوں کا مصداق. ایک شخص کو بنانا بوجہ مجمع الاضداد ہونے کے محال ہے۔ پس بعض حدیثیں بعض مجددین کے وقت پوری ہوئیں۔ جو جن کے وہ مصداق تھے۔ ہاں وہ مہدی جو عیسٰی تھا۔ بعض حدیثیں اس ... ذواللقبین خلیفہ کے کبھی عیسٰی اور مسیح لقب کے نام سے ذکر کی گئیں۔ کبھی اس کے دوسرے لقب یعنی مہدی کے نام سے۔ اور لوگوں نے قبل از وقت سمجھنے میں غلطی کھائی۔ کہ دو لقبوں سے دو شخص سمجھ لئے۔ حالانکہ وہ دراصل ایک شخص تھا جس کے مہدی اور مسیح دو لقب تھے۔

مولوی صاحب۔ مہدی کے لئے چاند اور سورج کا رمضان میں گرہن لگنے کا نشان بھی مقرر تھا۔

احمدی۔ وہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے بعد ۱۳۱۱ھ میں ممالک مشرقیہ اور ۱۳۱۲ھ میں ممالک غربیہ میں ظہور میں آگیا۔ چاند کو تیرہ ۱۳ تاریخ میں اور سورج کو اٹھائیس ۲۸ میں گرہن لگ چکا اور جس طرح حدیث میں آیا تھا۔ اسی طرح ظہور میں آیا۔

مولوی صاحب۔ آپ نے حدیث کا لفظ بولا یہ غلط ہے۔ یہ روایت حدیث کی نہیں۔ امام محمد باقر کی روایت ہے۔

احمدی۔ دارقطنی حدیث کی کتاب ہے۔ یہ اس حدیث کی کتاب میں پیشگوئی لکھی ہے۔ جو عظیم الشان غیب پر مشتمل ہے۔ اور قرآن کی آیت فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول سے ظاہر ہے۔ کہ ایسا درست غیب بجز رسول کے دوسرے کسی پر نہیں کھلتا۔ اور آیت جمع الشمس والقمر کی مطابقت میں ہونے سے یہ غیب کی تفصیل بجز نبوی تفسیر کے ناممکن ہے۔ پس اس لحاظ سے وہ حدیث ہی ثابت ہوتی ہے۔ اور الفاظ حدیث کا ان لمہدینا سے شروع ہونا حرف تحقیق کے ساتھ یہ تحدی بجز رسول کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا۔ اور اس حدیث شروع میں آنحضرت کا نام نہ ہونا کئی وجوہ سے ہو سکتا ہے۔ سہو کاتب بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ سہو مولف بھی۔ ممکن ہے۔ امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو قول نبوی کے اشتراک سے بوجہ روایت بعینہ حدیث کافی سمجھنا بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسے کتاب حدیث میں احادیث نبویہ کے درمیان میں لا کر ذکر کیا۔ پس صحیح یہی ہے۔ کہ یہ حدیث نبوی ہے۔

مولوی صاحب۔ پھر اگر اسے حدیث بھی مان لیں۔ تو بھی اس کا ظہور الفاظ حدیث کے مطابق نہیں ہوا۔

احمدی۔ کس طرح؟

مولوی صاحب۔ الفاظ حدیث میں رمضان کی پہلی تاریخ ہے۔ اور ۱۳۱۱ھ کا خسوف تیرہ رمضان کو ہوا ہے۔

احمدی۔ تیرہ کو خسوف ہوا۔ اور یہی درست ہے۔ اس لئے کہ خسوف نام ہے۔ قمر کی اس حالت کا جب کہ اسے کمال کے بعد زوال عارض ہو۔ اور پہلی تاریخ کے چاند میں تو پہلے سے ہی زوال ہے۔ پھر وہ پہلے سے ہی ناقص دکھائی دیتا ہے تو وہ مع خسوف کیوں کر نظر آئے گا۔ پھر پہلی تاریخ کے چاند کو ہلال بولتے ہیں۔ نہ قمر اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفاظ کا حدیث میں قمر کا لفظ ہے نہ ہلال کا۔ اور چونکہ خسوف کے لئے قانون قدرت میں تیرہ چودہ پندرہ۔ تین تاریخیں ابتدا سے ہی مقرر ہیں۔ سو اس لحاظ سے پہلی تاریخ سے مراد خسوف کی تاریخوں سے پہلی ہے۔ اور یہ اس محاورہ کے مطابق ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ فلاں کی لڑکی کو پہلے دن ہی حمل ہو گیا۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہو گا۔ کہ روز تولد کا پہلا دن۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ بلکہ اس سے مراد اس کی شباب کیساتھ شادی کی حالت میں جماع اور اجتماع کا روز اول ہو گا ❊

مولوی صاحب۔ حضرت مسیح کو آج تک آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری مانا جاتا ہے۔ لیکن آپ لوگوں نے ایک نئی بات ہی پیدا کر دی۔ کہ وہ فوت ہو گئے۔ اور یہ کہ آسمان پر چڑھے ہی نہیں۔

احمدی۔ ہم غریبوں نے اپنی طرف سے کیا کہنا ہے جو اللہ اور اس کا رسول اور صحابہؓ پہلے کہتے ہیں پیچھے پیچھے ہم بھی بوجہ ایمان و بصیرت اسی طرح سے ان کے پیچھے ہو گئے ہیں۔ خدا اور رسولؐ نے کہا عیسیٰ فوت ہو گئے ہم نے مان لیا۔ قرآن میں فرمایا۔ آسمان پر کوئی خاکی جسم کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ ہم نے قبول کر لیا۔ دیکھو ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین ❊

مولوی صاحب۔ کیا کسی کا آسمان پر جانا ناممکن ہے۔

احمدی۔ خدا کی قدرت سے تو ناممکن نہیں۔ ہاں البتہ اگر خدا تعالیٰ ناممکن ہونے کا ... قانون پیش کرے۔ تو پھر ناممکن ماننا پڑتا ہے جیسے کہ اس کے متعلق ہم مانتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ کا اسی قانون کی وجہ سے آسمان پر جانا اور وہاں زندہ رہنا ناممکن ہے۔

مولوی صاحب۔ ہوائی جہاز والے اور غبارہ باز لوگ۔ تو اوپر چلے جاتے ہیں۔ تو پھر عیسیٰ کیوں نہیں جا سکتے ❊

احمدی۔ حضرت عیسیٰ کے متعلق ثابت نہیں کہ انہیں کوئی ہوائی جہاز اور غبارہ مل گیا تھا پھر ہوائی جہاز اور غبارہ سے پرواز کی جو حد ہے۔ حضرت عیسیٰ وہاں تک جا سکتے ہیں۔ نہ آسمان پر ❊

مولوی صاحب۔ پھر اس سے تمہارا وہ قانون تو ٹوٹ گیا۔

احمدی۔ قانون کیونکر ٹوٹا۔ قانون میں ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین کے ارشاد کو پیش کیا گیا ہے۔ سو آپ دیکھ لیں کہ ہوائی جہاز اور غبارہ بازوں کا پرواز مستقر اور متاع الی حین کی شرط کا مبطل نہیں۔ پس قانون بحال ہے۔

مولوی صاحب۔ مرزا صاحب کے مریدوں میں یہ عجیب بات ہے۔ کہ جواب دل سے ہی فوراً گھڑ کر پیش کر دیتے ہیں۔

احمدی۔ یہ تو حضرت مسیح موعود کا زندہ اعجاز ہے۔ کہ مقابلہ میں بات فوراً سوجھے اور علمی معجزہ کا اظہار ہو۔

مولوی صاحب۔ اچھا آپ کو بات سوجھنا بھی مرزا صاحب کا معجزہ ہے۔

احمدی۔ معجزہ نہیں۔ تو حضرت ابراہیمؑ کو نمرود کے بالمقابل غلبہ کس اعجاز سے حاصل ہوا تھا اور اور نمرود کی نسبت فبہت الذی کفر کا اظہار کن معنوں میں کیا گیا۔

مولوی صاحب۔ تم عجیب لوگ ہو۔ میں نے سنا تھا۔ کہ مرزا صاحب کے مرید عجیب طرح کے ہوتے ہیں۔ سو آج دیکھ لیا۔ واقعی جیسے سنا تھا۔ اس سے بڑھ کر دیکھا۔ باتیں بنانا ان لوگوں کو خوب آتی ہیں۔ کہ بس حیرت ہی ہوتی ہے

احمدی۔ باوجود اس کے کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے اعجاز کا اعتراف کر رہے ہیں۔ پھر خدا جانے آپ لوگوں کو کیوں انکار ہے اگر آپ بھی احمدی ہو جائیں۔ تو انشاء اللہ ضرور ہی آپ کے ذریعہ بھی حضرت مسیح موعود کے اس اعجاز کا کرشمہ ظاہر ہو۔

مولوی صاحب۔ ہم مان تو لیں۔ لیکن کیا کہیں مشکلات راہ میں اس قدر حائل ہیں۔ کہ بس ماننا بہت ہی مشکل نظر آتا ہے۔

احمدی۔ وہ مشکلات تحقیق دعاوی حضرت مسیح موعود کے متعلق ہیں۔ یا کسی اور قسم کے

مولوی صاحب۔ نہیں تحقیق کی راہ میں تو کوئی مشکل نہیں۔ کچھ اولاد ہے۔ کچھ معاش کی دقتیں ہیں

احمدی۔ مولوی صاحب! آپ ان دقتوں کی کچھ پرواہ نہ کریں۔ آپ تقویٰ کی راہ پر قدم ماریں۔ اور ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب۔ اور ایسا ہی وفی السماء رزقکم وما توعدون کے ارشاد کو مد نظر رکھیں۔

مولوی صاحب۔ اچھا آپ لوگ دعا کریں۔ انشاء اللہ میں بھی کوشش کروں گا۔ اب میں جاتا ہوں۔

احمدی۔ بہت اچھا بسلامت روی و باز آئی ❊

النبوت فی خیر الامت۔ مصنفہ خادم سلسلہ خاکسار ایڈیٹر فاروق انعامی ایک ہزار روپیہ قیمت ۸ اس کتاب پر پیغام صلح لاہور نے مندرجہ ذیل ریویو لکھا ہے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ پیغامیوں کا مذہب نبوت مسیح موعودؑ کے بارے میں اور آیت خاتم النبیین کے متعلق بھی وہی تھا جو کہ جماعت احمدیہ مبائعین کا ہے چنانچہ وہ ریویو یہ ہے ❊

پیغام صلح کا ریویو۔ النبوت فی خیر الامت یہ ۲۸ صفحہ کا ایک قابل قدر رسالہ ہے۔ جس میں میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی نے مسئلہ ختم نبوت پر بڑی شرح و بسط سے بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ حضور سرور کائنات علیہ السلام والتحیات کی ذات بابرکات جملہ اولین و آخرین سے افضل ہے۔ اور آپ کی غلامی و کامل پیروی سے ایک امتی بھی انبیاء بنی اسرائیل کے مانند شرف مکالمہ و نبوت غیر تشریعی سے مشرف ہو سکتا ہے ❊

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض ضروری مسائل پر مکالمہ

مابین احمدی و غیر مبائع

(گذشتہ سے پیوستہ)

غیر مبائع - لیکن ہم تو مرزا صاحب کے وہ الہام تسلیم کریں گے - جو قرآن حدیث کے رو سے صحیح ثابت ہوں - اور یہ معیار خود مرزا صاحب نے مقرر کیا ہے ۔

احمدی - بے شک ہمیں آپ سے اس قدر اتفاق ہے - کہ قرآن کریم مسیح موعودؑ کی وحی کے لئے معیار صحت و صداقت ہو سکتا ہے - کیونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے - اور یہ بھی - اور اللہ تعالیٰ کے دو کلاموں میں تناقض و اختلاف نہیں ہو سکتا - کیونکہ وہ عالم الغیب و عالم الکل ہے اور قرآن شریف کی آیت و حضرت مسیح موعودؑ کی وحی ہے - کہ لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا - یعنی اگر قرآن یا وحی مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کا کلام نہ ہوتے - تو ان میں باہم اور ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف کثیر ہوتا - رہا احادیث منسوب برسول کریمؐ کا وحی حضرت مسیح موعودؑ کے لئے معیار صداقت ہونا - سو اس میں ہم آپ سے متفق نہیں کیونکہ قرآن کریم ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتا جیسا کہ ارشاد ہے - فبای حدیث بعد اللہ وآیتہ یومنون - یعنی خدا تعالیٰ اور اس کے کلام کے مقابلے میں کون سی حدیث ہے جو مومن بلا ہو سکتی ۔

حضرت مسیح موعودؑ خود تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں "ہر ایک حصہ اس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا - تو اُس کے مطابق ثابت ہوا" حضرت صاحب نے یہاں صرف قرآن کریم - معیار صداقت مقرر کیا ہے اور پھر فرماتے ہیں "یہ اسی وحدہٗ لاشریک خدا کا کلام ہے - جس کا کلام قرآن شریف ہے - اور میں اس جگہ توریت و انجیل کا نام نہیں لیتا - کیونکہ توریت و انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف مبدل ہو گئی ہیں - کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے" یہاں اپنی وحی کو توریت و انجیل پر بھی فوقیت دی ہے - اور پھر فرماتے ہیں "غرض وہ خدا کی وحی جو مجھ پر نازل ہوئی ہے - ایسی یقینی و قطعی ہے - کہ جس کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو پایا" یہاں اپنی وحی کو قطعی و یقینی فرمایا - اور احادیث کو جو مرتبہ دیا ہے - وہ ظن سے بڑھ کر نہیں اب آپ اپنے پیش کردہ مواہب الرحمٰن صفحہ ۹۹ کی عبارت پر غور کریں "ان القرآن مقدم علیٰ کل شیئ و وحی الحکم مقدم علیٰ الحدیث الظنیۃ" یعنی قرآن صرف عام چیزوں پر مقدم ہو سکتا ہے اور اس کے بعد وحی حکم یعنی مسیح موعودؑ کی وحی جمیع احادیث ظنیہ پر مقدم ہے - کیوں؟ اس کی وجہ بھی آنحضرت نے خود بتا دی "ذالک بان وحی الحکم ثمر غض و قد جنی من شجرۃ یقینیۃ - فمن لم یقبل وحی الامام الموعود ونبذہ لروایات میت کالمسوس المشہود فقد ضل ضلالا مبینا ومات میتۃ جاھلیۃ وآثر الشک علی الیقین وبرد من الحضرۃ الالٰھیۃ" اس لئے کہ مسیح موعودؑ کی وحی شجر یقینیہ کے تازہ پھلوں میں سے چنی گئی ہے - پس جو شخص بھی مسیح موعود کی وحی کو قبول نہیں کرتا اور اس وحی کو روایات غیر مشہود کے واسطے ترک کرتا ہے وہ شخص دور کی گمراہی میں مبتلا ہے - اور اسکی موت جہالت کی موت ہے - اور اس نے احادیث کو جو ظن کا مقام رکھتے ہیں - اس کلام پر ترجیح دی - جو مقام یقین پر ہے - اور وہ شخص اللہ کی درگاہ سے مردود ہے -

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "ماسوا اس کے اگر نہایت ہی نرمی کریں - تو ان حدیثوں کو ظن کا مرتبہ دے سکتے ہیں - اور یہی محدثین کا مذہب ہے - اور ظن وہ ہے - جس کے ساتھ کذب کا احتمال لگا ہوا ہے - پھر ایمان کی بنیاد محض ظن پر رکھنا اور خدا کے قطعی و یقینی کلام کو پس پشت ڈالنا کونسی عقلمندی و ایمانداری ہے ...... ہاں تائیدی طور پر وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں - جو قرآن شریف کے مطابق ہیں - اور وہ میری وحی کے معارض نہیں - اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں" دیکھو اعجاز احمدی صفحہ ۳۰

پس حضرت مسیح موعودؑ تو قرآن کریم کے بعد اپنی وحی کو احادیث کی صحت کے لئے معیار قرار دیتے ہیں - اور جو احادیث اس کے خلاف ہوں اُس کو ردی کی طرح پھینکتے ہیں - اور آپ لوگ برخلاف مسیح موعودؑ کے حدیث کو وحی الٰہی پر مقدم قرار دیتے ہیں - سو یہ کہاں کی ایمانداری و عقلمندی ہے؟

غیر مبائع - اگر یہی درست ہے - کہ حضرت مرزا صاحب کی بنیاد اپنی وحی پر ہے - تو وہ احادیث وقتاً فوقتاً کیوں پیش کرتے رہے مثلاً یہی حدیث کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا وغیرہ

احمدی - اوّل تو آپ کے دعویٰ کی بنیاد تو یقیناً اپنی وحی پر ہے جیسا کہ آپ نے حلفیہ فرمایا ہے - دوم بعض احادیث محض بطور تائید مزید پیش کرتے رہے - نہ بطور بنیاد دعویٰ - سوم احادیث بنیاد دعویٰ ہو سکتی ہی نہیں کیونکہ احادیث کا مقام بہرحال ظن ہے - اور کسی نبی یا مامور من اللہ کے دعوے کی بنیاد اپنی ہی وحی ہو سکتی ہے - جس کا مقام یقین ہوتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ اور یہ کہ وہ علیٰ وجہ البصیرت ہو۔ کیا ظنیات جن میں کذب کا احتمال ہو۔ بنیاد دعویٰ ہو سکتی ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اگر حق یہی ہے کہ بنیاد دعویٰ احادیث ہوں۔ تو کیا حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ ہی بے بنیاد اور لغو ہے کیونکہ اس میں کذب کا احتمال ہے۔ چہارم جب تک کسی مدعی کو . . . اپنی وحی کے مقام پر مقرر نہ فرماوے۔ اور اس کو یقینی طور پر مطلع نہ کرے۔ تو صرف احادیث میں کسی کے آمد کا ذکر ہونا اس کے واسطے بنیاد دعویٰ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اول اس کو وحی کا ہونا ضروری ہے۔ اور بعد میں کسی پیشگوئی کا مصداق قرار پانا۔ پنجم جب مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر ستارہ صبح لاہور نے مجدد کی حدیث سے انکار کر دیا ہو . . . تو تنہا وجناب امیر صاحب سے کے کر آپ کے معتقدوں اور رفقاء تک سوائے بغلیں جھانکنے کے کیا جواب آیا۔ اور جو پیغام صلح نے جوابات دیئے ہیں کیا وہ جوابات ایک چکڑالوی یا مولوی ظفر علی کے لئے تسلی کا باعث ہو سکتے ہیں؟

غیر مبائع۔ اگر احادیث ایسی ہی ظنی سمجھی جائیں۔ پھر ما ینطق عن الھویٰ۔ کے کیا معنے ہیں؟

احمدی۔ اول ما ینطق عن الھویٰ کے تو صرف یہ معنی ہیں۔ کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی کے نام سے دعویٰ یا تعلیم پیش کرتے ہیں۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی وحی کے بنا پر ہے۔ اور درحقیقت اس ذات نے ان کو حکم دیا ہے۔ وہ اپنی ہوا و ہوس یا خواہشات نفس کے ماتحت نہیں کر رہے۔ اور نہ محدیث النفس ہیں۔ کیا احادیث میں یہ مذکور نہیں کہ انما انا بشر اذا امرتکم بشیءٍ من امر دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشیءٍ من رائی فانما انا بشر۔ رواہ مسلم۔ یعنی یہ کہ میں بشر ہوں جب تم کو امر دین میں سے کسی بات کا حکم دوں تو اس پر عمل کرو۔ اور جب کوئی اپنی رائے سے بات کہوں۔ تو تم کو اختیار ہے۔ کیونکہ آخر میں بھی تو بشر ہوں۔ دیکھو آں حضرت اگر تمام امور میں ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے مصداق ہوتے تو یہ حکم نہ صادر فرماتے۔ پس خود آنحضرت نے بھی اس سے یہ استدلال نہیں فرمایا۔ پس مدعی سست وگواہ چست کا معاملہ مت بناؤ۔ دوم خود احادیث سے ثابت ہے کہ آں حضرت نے حکم دیا تھا۔ کہ لا تکتبوا عنی ما سوای القرآن۔ یعنی مجھ سے کوئی دوسری بات سوائے قرآن کریم کے مت تحریر کرو۔ پس اگر احادیث بھی ما ینطق کے مصداق ہوتیں۔ تو یہ حدیث آپ نہ فرماتے۔ سوم حضرت ابوبکر الصدیق رضؓ نے کچھ احادیث لکھ رکھی تھیں پس جب آنحضرت صلعم نے یہ حکم دیا تو حضرت ابوبکر نے وہ بھی سب پھاڑ دیں۔ پس اصحاب الرسول نے بھی احادیث کو ما ینطق عن الھویٰ کا مصداق قرار نہ دیا۔ ورنہ آپ اسے ضائع نہ کرتے۔

غیر مبائع۔ آپ کی اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ لوگ احادیث کے منکر ہیں مگر حضرت صاحب فرماتے ہیں۔

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

احمدی۔ آپ کا خیال غلط ہے۔ کہ ہم مطلق بکلی احادیث کے منکر نہیں۔ بلکہ ہم قرآن مجید اور حضرت صاحب کی وحی کو اس پر مقدم جانتے ہیں۔ باقی جو احادیث قرآن کریم کے مطابق ہیں اور حضرت صاحب کی وحی کے معارض نہیں ہم ان کو آنحضرت کی طرف منسوب شدہ کلام جان کر عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور امت کے جمیع کلاموں پر ان کو مقدم جانتے ہیں۔ حضرت صاحب نے خود فرمایا ہے۔ کہ احادیث سے بکلی انکار کسی احمدی کا کام نہیں ہونا چاہیئے سو ہم حد اعتدال پر قائم ہیں۔ نہ چکڑالوی نہ اہل حدیث بلکہ احمدی ہیں۔ (باقی دارد)

پیر محمد زمان شاہ احمدی دارالکتب احمدیہ پشاور

وید مقدس سے قربانی گاؤ کا ثبوت

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق قادیان دارالامان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے اخبار میں گائے کے متعلق مضمون نکلا ہے۔ اور ویدوں کو گوشت خوری کی تائید میں پیش کیا گیا ہے۔ لیکن کوئی صریح حوالہ میری نظر سے نہیں گذرا۔ اس کمی کے پورا کرنے کی خدمت میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ یہ حوالے مجھے رسالت اخبار کلکتہ اور حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی کتب سے دستیاب ہوئے تھے۔ اور میں نے رگوید کو اجمیر سے منگوا کر ایک سنسکرت دان پنڈت سے جو کہ شاستری کی ڈگری یافتہ تھا۔ ان حوالوں کی صحت کی تصدیق کرا لی تھی۔ صفحات اس رگوید کے ہیں۔ جو کہ میرے پاس موجود ہے۔ خلاصہ مضمون میرا اپنا ہے وھو ہذا

(۱)۔ گائے کے ذبح کرنے کی مثال۔ رگوید منڈل ۱ منتر ۶۱۔ صـ۳۸

(۲)۔ بیل سانڈ۔ رگوید منڈل ۶ منتر ۱۶ صـ۲۹۵

(۳)۔ بیل پکانا اور کھانا رگوید منڈل ۱۰ منتر ۲۷ صـ۵۸۴

(۴) مسلخ گائے۔ رگوید منڈل ۱۰۔ منتر ۲۹ صـ۶۰۷

(۵) گھوڑے بیل مینڈھے کی قربانی رگوید منڈل ۱۰۔ منتر ۹۱۔ صـ۶۰۹

(۶) گھوڑے وغیرہ کی قربانی رگوید منڈل ۶ منتر ۲۸ صـ۳۰۰

(۷) تین صد جھوٹے یعنی بھینسے کی قربانی کا ذکر ہے۔ رگوید منڈل ۵ منتر ۲۹ صـ۲۵۰

ان مذکورہ بالا رگوید کے حوالوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پنجاب کے قدیم ہندو حیوانی غذا بافراط کام میں لاتے تھے۔ اور گائے بھینس اور بیل کی قربانی کرتے اور ان کا گوشت پکاتے تھے۔ مسلخ کا ذکر ہے جہاں گائیں ذبح کی جاتی تھیں + (غلام احمد پلیڈر پاکپتن)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ویدک تعلیم کے خطرناک نظارے"

"یا"

"ستی اور دختر کشی کی اصل وجہ"

ایک مدت سے ہم اس امر کی تلاش میں تھے۔ کہ ہندوستان میں ستی کی رسم اور دختر کشی کے رواج کی اصل وجہ کیا ہے۔ مگر ظاہری حالت پر نظر کرنے سے اس کی اصل وجہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی کہ جس سے خواہ مخواہ ایک عورت کے دل میں اس کے خاوند کے مرتے ہی یہ خیال پیدا ہو جائے۔ کہ وہ بھی اس دنیا کو ایک دم کی دم میں چھوڑ دے یعنی اپنی جیتی جان اور سوہنی موہنی صورت کو ذرا سی دیر میں خاوند کی چتا میں رکھ کر خاکستر کر دے۔ اور یوں دنیا کے ہموم و غموم سے دم کی دم میں مخلصی حاصل کر کے زندگی کے جھگڑوں بکھیڑوں سے آزاد اور بےفکر ہو جائے۔

اگرچہ یہ بات تو سچ ہے۔ کہ جس کا کوئی تعلق دار مر جاتا ہے۔ اس کو صدمہ تو ضرور ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات لبظاہر حال وہ اس امر کے پسند کرنے کو بھی مستعد پایا جاتا ہے۔ کہ بجائے اس تعلقدار کے وہ ہی راہیئے ملک بقا ہوتا تو بہتر اور اولیٰ تھا۔ لیکن خدانخواستہ اگر ایسا موقعہ پیش آجاوے۔ تو پھر اس بات پر راضی ہونے کے سلئے وہ تیار نہیں ہوتا۔ کہ اپنے تعلق دار کی جگہ وہ راہیئے ملک بقاء ہو۔ اور یہ بھی درست ہے۔ کہ میاں اور بیوی کا تعلق اس قسم کا گہرا ہوتا ہے۔ کہ ایک دوسرے کی جدائی کا ناگوار پیالہ نہیں پیا جاتا۔ اور ایسے اچانک حادثہ پر کہ جو موت ہوتی ہے۔ ایک دوسرا ایک دوسرے کی جدائی کی تاب نہ لا کر دل میں خیالات کا ایک بحر ذخار دریائے ناپیدا کنار پاتا ہے۔ اور اس جوش میں بےتابانہ عالم ایسی بے کلی دیکھلاتا ہے۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ اور اکثر جیلا میں تو یہ خیال اس وقت موجزن ہوتا ہے۔ کہ اچھا ہوتا۔ کہ ابھی ابھی اس کے ساتھ ہی ہمارا بھی خاتمہ ہو جاتا اور ہم بھی صفحۂ دہر سے حرف غلط کی طرح مٹ جاتے۔ مگر باوجود ان تمام خیالات کے اس بات کے سلئے فی الحقیقت راضی ہونا لبعا محال اور خیلے دشوار ہو جاتا ہے۔ جب کہ سچ مچ اُس تکلیف یا مصیبت کی طرف لے جایا جاوے یا اس مصیبت کی جانگداز بھٹی میں دھکیلا جاوے اس وقت یہ بات سخت سے سخت ناگوار معلوم ہو کر اس کی فطرت اس کو اس فعل قبیح سے روکتی ہے کہ وہ اپنی جیتی جان کو ہلاکت اور تباہی میں ڈالے چنانچہ اس کے نظارے دنیا میں اہل نظر و صائب الرائے حضرات کے ملاحظہ میں آئے ہیں۔ مثلاً کسی سخت حادثہ کے وقت ان ماں باپ کو جو اپنی اولاد کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ اور ان بیویوں کو جو اپنے خاوندوں کو سب سے زیادہ چاہتی تھیں۔ اور اُن خاوندوں کو جو اپنی بیویوں سے زیادہ پیار کرنے کے دعویدار تھے وغیرہ ان مقامات سے جہاں کہ اس حادثہ سے جان کے لالے پڑنے کا خطرہ تھا۔ ایک دم ہی ایک دوسرے کو چھوڑ کر صرف اپنی جان تنہا کو ہی لے کر بھاگنا پڑا ہے۔ اور اس مصیبت کے وقت جو خدائے واحد اور قہار کی طرف سے نازل ہوئی تھی صرف صرف اپنی خیر ہی مانگنے کا علی نمونہ دکھلانا پڑا ہے۔ جیسے کہ گذشتہ ایام کے زلزلوں کے وقت اور دوسرے مصیبت کے وقت ملاحظہ میں آیا ہے۔ جن سے صفحۂ دہر پر اس امر کا گویا اشتہار شائع ہو گیا ہے۔ کہ مصیبت اور تکلیف کے وقت سوائے اپنی جان کی خیر مانگنے کے ذی روح کو اور کچھ سوجھتا ہی نہیں ہے۔

باوجود اس یقینی ثبوت کے جب ہم آریہ ورت کی پچھلے سمے کی ہسٹری کے ورق اُلٹتے ہیں۔ تو ہم کو اس میں یہ دردناک اور دل کو رنج و غم سے بھر دینے والے سین نظر آتے ہیں۔ کہ عورتیں اپنی زندگی سے ایسی بیزار پائی جاتی ہیں۔ یا بعض جگہ ان کو ان کی زندگی سے ایسا بیزار کیا جاتا ہے کہ جونہی خاوند فوت ہُوا توں ہی عورت نے بھی اس کی چتا پر بیٹھ کر اپنی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا اس سین پر نظر ڈالتے ہوئے اور اس مرقع کو ملاحظہ کرتے ہوئے ہر ایک انسان بالطبع اپنے اندر ایک قسم کی بے کلی اور ایک خاص قسم کا درد محسوس کرتا ہے۔ اور مذکورہ بالا تازہ بتازہ شہادت کو سامنے رکھتے ہوئے تو اس کا یہ حال ہوتا ہے۔ کہ وہ بحر حیرت کا غواص بن جاتا ہے۔ عقل کام نہیں دیتی دماغ چکر کھانے لگتا ہے۔ دل ہے تو عجیب کشمکش اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کہ اے بار خدایا! اے الہ العالمین!! یہ کیا معاملہ تھا۔ یہ کیا وجہ تھی۔ وہ کون سے اسباب تھے۔ کہ جن سے عورتوں کو ایسی ناقص حرکت کی طرف توجہ دلا کر بہتوں کو خودکشی کرنے پر مجبور کیا؟ کیا فی الحقیقت کوئی ایسا ہی لاعلاج امر تھا۔ کہ جس کے باعث ایسا قبیح فعل کرنا ازبس ضروری اور لازمی تھا جس کے بنا کچھ ہو ہی نہیں سکتا تھا؟ کیا آریہ ورت کے مدبر اور بزرگ اس کا علاج کرنے پر قادر نہ تھے جو اس سرزمین میں ایسے ایسے ظلم ستم کی بنیاد رکھی گئی اور ایسے ایسے کام کئے گئے۔ کہ ایک جیتی جان اور چلتی ہوئی سانس والی آن کی آن میں پھونک دی گئی؟ کیا وہ آنکھیں اندھی تھیں کہ جن کے سامنے یہ بےگناہ جلائی جاتی تھیں یا وہ دل مردہ تھے جو بےگناہوں کے اس طرح مارنے سے کچھ بھی درد محسوس نہ کرتے تھے؟

آہ! صد آہ!! اے آریہ ورت! تیری سرزمین بڑی ظلم و ستم کی سرزمین رہی ہے۔ تو نے عورت ذات کے ساتھ وہ وہ سلوک کرنے کے سامان مہیا کئے ہیں۔ کہ جو سیاہ دشمنوں سے بھی بڑھ کر ہوتے ہیں۔ دیانندی مت کے شیدائی تیری تعریف کرتے ہیں۔ اور پچھلے زمانہ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیرے داستان سنا سنا کر خود خوش ہوتے ہیں۔ اور اوروں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ہمارے خیال میں ان کی تمام یہ کوششیں عبث فضول اور بیہودہ بکواس سے کم نہیں ہیں۔ وجہ یہ کہ تیرے دامن پر ایسا سیاہ داغ بلکہ تیرے سارے جسم پر ایسے سیاہ داغ ہیں۔ کہ وہ کسی چیز سے دور نہیں ہو سکتے۔ اور ان کے ذریعہ تیری ساری شیخی کرکری ہو جاتی ہے۔ اور وہ تجھ کو اس لائق کر دیتے ہیں کہ تو پھر بجز ندامت میں غرق ہو جائے۔ اور اپنی پھوٹی قسمت پر جس قدر بھی افسوس کرے وہ تھوڑا ہے۔

اے آریہ ورت! تیری گذشتہ تہذیب کے دعووں کو ہم کیا کریں۔ تیرے قصوں اور کہانیوں سے ہم کو کیونکر تسلی ہو۔ جب کہ تیری کرتوتیں روز روشن کی طرح ظاہر کرتی ہیں۔ کہ تو بنی نوع انسان کی ہاں انسانی نسل کی عموماً اور عورت ذات کی خصوصاً بیری اور اوّل درجہ کی دشمن رہی ہے۔ تو نے عورت ذات کے ساتھ وہ وہ بیرحمیاں کی ہیں۔ اور وہ وہ سفاکیوں کے نمونے دکھلائے ہیں۔ کہ اُن کو یاد کر کے سینہ شق ہونے لگتا ہے۔ اور دل بے تاب ہو جاتا ہے۔

اے آریہ ورت! تو انسانیت کا راز سمجھنے سے بھی کوسوں دور رہا ہے۔ پھر ہم کیسے تیری تہذیب اور تمدن کا اقرار کریں۔ جب کہ تیری کرتوتیں وحشیانہ اور حرکتیں پاجیانہ ثابت ہوتی ہیں۔ اور اچھے زمانے میں یقینی بات تو یہ ہے۔ کہ ایک خونخوار درندے کی حیثیت میں رہا ہے۔ تو نے نہ صرف جوان عورتوں کی تباہی کا ارادہ کیا تھا۔ بلکہ جہاں تک غور سے تیری پچھلی کرتوتوں پر نظر کی جاتی ہے۔ یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ لاریب تو عورت ذات کا تخم مارنے کی فکر میں ہی رہا ہے۔ اور یہی وہ وجہ ہے۔ کہ تیری سرزمین میں چھوٹی چھوٹی کنیاؤں کو بھی کمال بے رحمی سے قتل کرنے یا جیتی جی زندہ گاڑ دینے کا وطیرہ اختیار کیا گیا ہے۔

آہ! وہ جو ابھی پیدا ہوئی تھی۔ ماتا کو پر ماتما نے ایک کھلونا دیا تھا۔ جس کی سوہنی من موہنی صورت اور نرم نرم اعضاء تھے۔ جس کی شکل صورت سے دل میں خوشی ہوئی تھی۔ اور آنکھوں میں ٹھنڈک پڑتی تھی۔ اس کے ساتھ تو نے یہ حرکت کرنے کا سبق پڑھایا۔ کہ یا تو جیتا گاڑ دو۔ یا گلا گھونٹ کر مار دو۔ ورنہ بڑی ہو کر وبال جان ہو جائے گی۔ اور اس کے باعث قیامت کا سماں آنکھوں کے سامنے پھر جائے گا۔ جس سے ہزاروں لاکھوں کے آن کی آن میں گلے کٹ جائیں گے۔ گویا کہ ان کا وجود کیا ہؤا صحنوں اور میدانوں میں خون کی ندیاں بہانے کا ذریعہ ہؤا۔ اور ہزاروں کی گردنیں ذرا دیر میں قلم کرانے اور اُن کو نیست و نابود کرانے والا ہؤا۔

آہ! یورپ والے تو عورت ذات کو "Better Half" یعنی مرد کا بہترین حصہ قرار دیں۔ اور مقدس اسلام عورت ذات کے حقوق مردوں کے بالکل قریب قریب ظاہر کر کے ارشاد فرمائے۔ کہ عورتوں کا حق مردوں پر اسی طرح ہے۔ جس طرح کہ مردوں کا حق عورتوں پر۔ ہاں بعض صورتوں میں مرد عورتوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ مثلاً مردوں کو حیض و نفاس کی تکلیف برداشت نہیں کرنی پڑتی اور نہ حاملہ رہنا پڑتا ہے۔ اور نہ زچہ اور نہ دودھ پلانے اور بچے کی خبر گیری اور پالنا پوسنا کرنی پڑتی ہے۔ جس سے فضیلت بعض امور میں ثابت ہے۔ مگر آریہ ورت نے عورت ذات کی یہ مٹی پلید کی ہے۔ کہ اول تو پیدا ہوتے ہی ہلاک کرنے کے سامان اور وجوہات کے سبق پڑھائے ہیں۔ دوسرے اگر وہ سبے شری سے زندہ بچ گئیں۔ تو اُن کی یہ درگت لگانے کا سبق پڑھایا ہے۔ کہ اُن سے چارپائیوں سے جیسے سلوک کرنا چاہیئے۔ مثلاً اگر اولاد نہ ہو یا صرف صرف لڑکیاں ہی ہوں لڑکے نہ ہوتے ہیں تو اپنے خاوند کے علاوہ دوسرے غیر مردوں سے بدفعلی کرانے کا اُن کو حکم دیا ہے۔ اور نہ صرف ایک یا دو سے بلکہ دس جنوں سے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آریہ ورت نے عورت ذات کی صرف یہی حیثیت سمجھی ہے۔ کہ وہ اولاد حاصل کرنے یا انسان کو حظ پہونچانے کا ایک آلہ ہیں۔ نہ کہ جسم کا بہترین حصہ۔ یا مردوں پر انسانیت کے لحاظ سے بعض حقوق رکھنے والیاں وغیرہ۔

(باقی دارد)

فاروق پریس کے لئے ایک تجربہ کار پریس مین کی جو ۱۸×۲۲ کی ڈبل کاپی چھاپ سکے ضرورت ہے۔ تنخواہ بیس روپے ماہوار اور مہینہ میں دو چھٹیاں دی جائیں گی۔ کارگذاری روزانہ ایکہزار داب دینی ہوگی۔ خواہ ۱۸×۲۲ ڈبل ہو خواہ ۲۰×۲۶ سنگل۔ دستی پریس دہلی کا ڈھلا ہؤا ہے جس پر ۱۸×۲۲ ڈبل چھپ سکتا ہے۔ دو کل کشوں کی جگہ بھی خالی ہے۔ جن کو بارہ بارہ روپے ماہوار اور دو چھٹیاں مہینے میں دی جائیں گی۔ خواہشمند جلد پتہ ذیل پر درخواست کریں۔ بعد منظوری درخواست ایک ہفتہ کے اندر کام پر حاضر ہونا ہوگا اور ایک سال تک پریس میں کام کرنے کا معاہدہ لیا جائے گا۔ درخواستیں اس پتہ پر ہوں

مینیجر دفتر فاروق

فاروق منزل۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

گلدستہ احمدیہ حصہ اول دوم ۔ احمدی شعراء کا کلام جو وقتاً فوقتاً احمدی اخبارات میں شایع ہوتا رہا ہے۔ اس کے کتابی صورت میں فی الحال دو حصے چھپے ہیں۔ اچھی لکھائی چھپائی کے ساتھ شایع ہؤا ہے۔ قیمت فی حصہ ۳؍

ملنے کا پتہ۔ محمد یامین تاجر کتب قادیان

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب احمدی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان چھپا۔ اور ایم قاسم علی پروپرائٹر نے فاروق منزل سے شایع کیا)